مصر میں
جدید عربی زبان کی ترقی و تجدد کے آثار

طارق جمیل فلاحی، ڈپارٹمنٹ آف عربک علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

۶۵۶ھ میں اسلامی افکار و علوم کا صدر مرکز بغداد ہلاکو خان کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو گیا۔ ۹۲۳ھ میں مصر و شام کے علاقے خاندانِ غلامان سے نکل کر ترک عثمانی حکومت کے زیرِ اثر آگئے۔ یہ گویا اعلانِ عام تھا کہ اب عربوں کی قوت و اقتدار کا شیرازہ منتشر ہونے والا ہے۔ عالمِ اسلام پر تقریباً پانچ سو ساٹھ برس کا طویل ترین عرصہ ایسا گزرا جس میں عربوں کا کہیں جھنڈا نصب ہوا اور نہ دخل اندازی رہی۔ بلکہ اس خطے میں داخلی و خارجی حالات بہت بگڑ گئے، نیز ان پر مشرق کی طرف سے مغلوں نے، اور مغرب کی صلیبی قوتوں نے حملے شروع کر دیے تھے۔ اس طرح عربوں پر مختلف طریقوں سے مغلوں، اہلِ فارس، ترکوں، کردوں اور مملوک خانوادوں کی حکومتیں قائم رہیں۔

۱۳ ویں صدی کی ابتدا میں بلادِ عربیہ کی حالت فساد و اضمحلال سے دوچار تھی۔ اس فساد و اضمحلال کا تانا باتا حکومت و سلطنت اخلاق کی گراوٹ، اور

لغت و ادب میں جمود و تعطل سبھی سے جڑا ہوا نظر آتا ہے۔ دریں اثنا معاصر فکرِ عربی گوناگوں عوامل، بے داری اور تبدیلیوں کی عظیم معرکہ آرائی سے دوچار رہی، جس کے اثرات فکر و ادب کے جملہ شعبوں پر بہت دور رس ثابت ہوئے۔ جہاں تک مصر کا تعلق ہے تو وہ سلطنت عثمانیہ کے ماتحت تھا اور اس کی حالت بھی ان دیگر بلادِ عربیہ ہی جیسی تھی، جن کی فکری، علمی اور ادبی سرگرمیوں کو سلطنت عثمانیہ کے استیلاء نے میٹھی نیند سلا دیا تھا، اور شاید بے راہ رویوں اور تباہیوں میں انہی امرار ممالیک (سلاطین غلامان) کے باقی رہ جانے کا زیادہ حصہ تھا جو اس کے سرکردہ زعماء بنے ہوئے تھے۔

۱۵ویں صدی کے اواخر میں پرتگالیوں نے عربوں کے خلاف ایک اقتصادی صلیبی جنگ چھیڑ دی، جس میں کوشش یہ تھی کہ عربوں کو ان کی مشرق کی تجارت سے محروم کردیں۔ پرتگالی اپنی ان کوششوں میں کامیاب رہے۔ چنانچہ کیپ آف گڈ ہوپ (CAPE OF GOOD HOPE) کی کھوج کی وجہ سے یہ تجارت عربوں کے ہاتھ سے نکل گئی، جس سے معاشی محاذ پر انھیں ایک دھکا لگا۔

۱۵ویں صدی کے اوائل اور ۱۶ویں صدی کا شروع، درحقیقت ترک سامراج کے پھیلاؤ کا زمانہ تھا۔ اس موقع پر ترکوں کا بنیادی مقصد پرتگالیو اور ہالینڈ کی بڑھتی ہوئی طاقت کا توڑ کرنا تھا۔ لیکن دھیرے دھیرے اسی راہ سے ایک سامراج کا دائرۂ اثر بڑھ رہا تھا۔ بالآخر ۱۶ویں صدی ... میں عرب اپنی سیاسی، سماجی، اقتصادی اور لسانی وقار کھو چکنے کے بعد ترک کے ماتحت ہو کر ساری دنیا سے علیحدہ ہو گئے۔

یورپ نشأۃ ثانیہ کے بعد نئے سرے سے انگڑائیاں لیکر ...

سے بیدار ہو رہا تھا۔ اس کی گود میں وہ پورا اسلامی، تہذیبی اور ثقافتی اثاثہ آگیا تھا، جسے اہل مشرق نے اپنے خون جگر سے پروان چڑھایا تھا۔ وہ سائنس اور شعبہ ترقیات کے میدان میں عظیم کامیابیوں سے ہمکنار ہو رہا تھا۔ دوسری طرف سیاست، معیشت، صنعت اور تجارت پر اس کی اجارہ داری کا قائم ہوجانا ایک کھلی بات تھی۔ رفتہ رفتہ یورپی استعمار کی شکلیں بڑھتی رہیں۔ چنانچہ ۱۷۹۸ء میں مصر پر نپولین کا حملہ اس سمت کی بڑی کڑی تھی۔ یہاں تک کہ ۱۹۱۸ء تک عالم عربی کلیتہً استعمار کے زیر نگیں آگیا۔ ۱۸۳۰ء میں الجزائر پر فرانسیسی استعمار کے تسلط سے آغاز ہوا۔ اس طرح برطانوی سامراج نے عدن پر ۱۸۳۹ء میں قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد فرانس نے تیونس پر اپنا شکنجہ گاڑ دیا۔ دوسری طرف ۱۸۸۲ء میں انگریز مصر پر قابض ہوا۔ ۱۹۱۱ء میں ... لیبیا پر مکمل قبضہ ہوگیا۔

کوئی بھی تہذیب و ثقافت اس وقت ہی ترقی کے منازل طے کرتی رہتی ہے ... تک اس کے در و بام باہر کی ترو تازہ ہوا کے لئے کھلے ہوتے ہیں۔ عثمانی ... ں کے زمانے میں یہ سارے دروازے اور کھڑکیاں بند کر دی گئی تھیں جس ... سے صدیوں تک عربی زبان بے زبان اور ادبی سرگرمی ختم ہو کر رہ گئی تھی ... میں ترقی و تجدد کے آثار ۱۵۱۷ء بمطابق ۹۲۳ھ سے شروع ہوتے ہوئے ... ب، جب سلطان سلیم اول نے اس ملک پر قبضہ کرلیا ... اغیار کی حریصانہ ... پڑی ہوئی تھیں۔ فرانس نے اپنی قوت اور ... بلند کے زعم ... تجارت کو فروغ دیکر اور مغربی علوم و اد... کو پھیلا کر اس اسلامیہ ... مصر میں ... شروع کردی کہ جو اس کی راہ میں رکاوٹ بنے گا جواباً ... کرے گا۔ چنانچہ اس کی ابتدا مصر و شام پر فوجی یلغار سے ہوئی ہے۔ ... کا بھی ... سب سے پہلے یورپی علم و ادب کے بلاد عربیہ میں پھیلنے ... قرار پاتا ہے۔ نپولین بونا پارٹ (NAPOLEON BONAPARTE)

کا حملہ جدید مصر میں مشرق و مغرب کے مابین نقطۂ اتصال تھا۔ علاوہ ازیں سیا
فکری اور اقتصادی طور پر صلیبی جنگوں کے لئے دوسرا مرحلہ ثابت ہوا — اس انقلا
سیاسی، اقتصادی، اور فکری اتھل پتھل کی آماجگاہ بنا رہا۔ ایک وقفہ کے بع
محمد علی پاشا کے ہاتھوں فرانسیسیوں کا اخراج عمل میں آجاتا ہے۔ اس مخ
میں فرانسیسیوں کے غیر معمولی اثرات مرتب ہوئے، جہاں سے مصر ایک نئ
کی طرف گامزن ہوتا ہے۔ محمد علی پاشا البانوی نژاد فوجی جنرل ہونے کے نا
دیکھتے ہی دیکھتے مصر کی سیاہ و سفید کا مالک بن جاتا ہے۔ نیز اس کے اختیا
نے مستقل نوعیت اختیار کرلی۔ چنانچہ اس نے اپنی تمام تر توجہ مصر کی علمی
(لٹریری)، فنی، سیاسی، اقتصادی، الغرض ہمہ جہتی ترقی و استحکام کی طرف
کردی۔

محمد علی پاشا کے عہد سے ترقی کی طرف مصر کی تیزگامی، نیز عربی زبان و ا
اندر ایک نئی روح پیدا ہوجاتی ہے، جہاں غیر ملکی زبان مسلط تھی۔ اصلا
کے لائحۂ عمل میں بالارادہ مغربی اسلوب اختیار کرنا شروع کیا جس کا مرکز ا
فرانس تھا، جو ہر جگہ عالمگیر جنگ، کے بعد تک، ایک مثالی نمونہ مانا جاتا تھا۔
محمد علی نے اپنی حکومت کو استحکام بخشنے کے لئے یورپ کے اہل علم و ہنر
تعاون حاصل کیا۔ طلبہ کی جماعتوں کی فرانس میں درس و تعلم کے سے ا
مدارس کی یورپی اصولوں پر تاسیس اور ایک عربی مطبع (PRESS) ک
اور سب سے بڑھ کر بکثرت یورپی کتابوں کے تراجم کے نتیجے میں بے شما
خیالات کے اظہار کے لئے تعبیرات کے عربی سانچے کی ضرورت پہلے
ملکوں میں محسوس کی جانے لگی، یعنی ان غیر ملکی خیالات کے لئے جن کے
میں غیر ملکی الفاظ مل سکتے تھے۔

اس دور کی علمی شخصیتوں میں دو نام، شیخ عبدالرحمن الجبرتی (۱۷۵۳-۱۸۲۶ء) اور شیخ رفاعہ بک طہطاوی (۱۸۰۱-۱۸۷۳ء) قابلِ ذکر ہیں، جن کے ہاتھوں نہ صرف مختلف علوم وفنون میں ترجمہ وتالیف کا بیش قیمت کام ہوا، بلکہ خاطر خواہ علمی اکیڈمیاں قائم ہوئیں۔ ملک کی طبعی مناسبت اور اس کے فطری رجحان کا لحاظ کرتے ہوئے محمد علی پاشا نے جملہ انتظامی شعبوں میں ترکی اور دوسری یورپی زبانوں کے مقابلے میں عربی زبان کو فوقیت اور اس کا لکھنا پڑھنا لازمی قرار دیا۔

محمد علی پاشا نے مدارس اور اداروں میں علوم عربیہ کی تدریس کے لئے اہل علم حضرات سے جو تعاون چاہا تھا اس میں جامعہ ازہر نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ علماء ازہر کی علمی وفکری کاوشوں کی خوب پذیرائی ہوئی، جس کے نتیجے حکومت کے اشتراک عمل کو فروغ ملا۔ ان کوششوں کے سبب عربی زبان وادب میں ایک عظیم انقلاب رونما ہوگیا، علاوہ ازیں اسے مضامین ومقاصد کی وسعت کے ساتھ اصطلاحی الفاظ کا ذخیرہ ملا۔ نیا اسلوب، جدید طرز استدلال، طریق تخریج، اور جدید فکر کی دولت نصیب ہوئی۔ چنانچہ مصر کا پہلا عربی اخبار "الوقائع المصریة" اس سمت پہلی کوشش تھی۔

محمد علی پاشا کے بعد مصری افق پر ایک وقفہ کے لئے ترقی کی رفتار سست رہی۔ عباس پاشا اول، اور سعید پاشا کے عہد میں جملہ تعلیمی مراکز، اور انتظامی امور [illegible] سکار رہے پھر رفتہ رفتہ حالات میں تبدیلی واقع ہوگئی۔ اسماعیل پاشا [illegible] نے ہی ایک حرکت پیدا ہوئی۔ اس مختصر عرصے میں علم وعمل کی [illegible] ایسے اصلاحی مشن کو جاری [illegible] ساری [illegible] کے سیاسی [illegible] کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے [illegible] فصیح عربی [illegible]

میں داخل ہوتی ہے :

- گذشتہ صدی کے اوائل میں مغرب و مشرق کا ثقافتی و فکری اتصال، اور باہمی کشمکش۔
- مغربی تمدن کے عناصر سے عربیت کے اسلوب پر دور رس اثرات۔
- یورپ اور مشرق میں مستشرقین، اور مستشرقین کی کثرت تعداد، اور علوم عربیہ کی طباعت و اشاعت کی خاطر چھاپہ خانے قائم کرنے کی کامیاب ترین کوششیں
- محمد علی پاشا کے عہد کے مدارس نظامیہ کی تجدید و احیار جنکو یورپین اور مصری علمار، فضلار کے تعاون سے کیا تھا، علاوہ ازیں خدیو اسمٰعیل پاشا کے قائم کردہ مدارس، خصوصًا مرحوم علی مبارک پاشا کی سعی و تجویز سے قائم ہونے والا مدرسۂ دارالعلوم" جس نے نہ صرف علوم و آدب کے فروغ میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا، بلکہ سینکڑوں علمار، فضلار، وکلار اور کارکنان دفتر آراستہ ہوکر نکلے۔
- طلبہ کے علمی وفود جنھیں محمد علی پاشا اور پھر اسمٰعیل پاشا نے یورپین ممالک میں مختلف علوم وفنون کی تحصیل کے لئے بھیجا تھا۔
- فرانسیسی اور انگریزی زبان کی تعلیم کا عام ہونا، مصر و شام کے سرکاری و نیم سرکاری مدارس اور مشنری تعلیم گاہوں (MISSIONARY SCHOOL) میں اس زبان کی جبری تعلیم کہ اس کی وجہ سے غیر ملکی مضامین اور انگریزی اسالیب منقول ہوئے جن کو عربی ذوق قبول کرسکتا تھا۔ مزید برآں اس سے لغت متاثر ہوئی اور اہل لغت کے افکار بھی پختہ ہوئے۔ سینکڑوں علمی و غیر علمی، سیاسی، ڈراموں ناولوں، قصّوں اور مقالات کا ترجمہ ہوا، جس کا بیشتر حصّہ عامیہ زبان پر مشتمل تھا۔ البتہ اتنا ضرور ہوا کہ وافر علم اور بہت سے ادبی فوائد ان امر...

کو حاصل ہوئے جو اجنبی لغات سے ناواقف تھے۔

○ مصر و شام میں عربی مطابع کا قیام اور ان میں بہت سے عام رسائل و جرائد اور علمی، ادبی اور خاص کر تاریخی کتب کا طبع کیا جانا۔

اس ادبی و فکری ارتقاء کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ دینی مدارس اور دوسری درسگاہوں میں تعلیم کی تنظیم ہوئی اور بہت سے علوم و فنون جدیدہ کو ان کی تعلیم کا ہونا کے نصاب میں داخل کیا گیا۔ اس میدان کی اصلاحات کی جو تحریک مصر میں شروع ہوئی اس میں علامہ افغانی اور خاص کر شیخ محمد عبدہ کی کاوشوں کو بڑا دخل ہے جنہوں نے جامعہ ازہر کی اصلاح احوال کی خاطر پوری جنگ لڑی، لیکن مصر پر برطانیہ کا مکمل قبضہ کے کچھ وقفے کے بعد سرد مہری کا شکار رہ گئی۔ مشرق و مغرب کی ثقافتی کشمکش نے زور پکڑا اور اس باہمی رسہ کشی کا لازمی نتیجہ پہلا کو سامراج کا ... سیاسی و اقتصادی تسلط کی شکل میں ظاہر ہوا۔

(ختم شد)